Fikr-o-Nasar (Islamabad) 21:3 (1983)
© rasailojaraid.com

امثال الحدیث

(جاحظ کی البیان والتبیین کی روشنی میں)

قاری اظہار احمد تھانوی

بلغاءِ عرب نے عکاظ اور ذوالمجاز کے میلوں میں اپنی فصاحت و بلاغت کی دھاک بٹھا رکھی تھی نظم و نثر دونوں میں انہوں نے کمال حاصل کیا ہوا تھا۔ اپنی زبان دانی پر انہیں اس قدر فخر تھا کہ اپنے سامنے تمام دنیا کو عجم (گونگی) کہتے تھے، مگر سرمایہ بلاغت کے زیادہ تر حصے میں اخلاقی قدروں کا لحاظ نہیں رکھا گیا تھا ظہورِ اسلام سے جہاں زندگی کے دوسرے تمام شعبے متاثر ہوئے وہاں ادب کی دنیا میں بھی ایک زبردست انقلاب رونما ہوا، فصاحت و بلاغت کی قدریں یکسر تبدیل ہوگئیں: اسی انقلاب کا اثر تھا کہ جب عمرو بن عبید سے پوچھا گیا کہ بلاغت کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا

ما بلغ بك الجنة وعدل بك عن النار — وہ کلام جو تجھے جنت تک پہنچا دے اور دوزخ سے بچائے

سائل نے کہا میری یہ مراد نہیں، تو عمرو بن عبید نے کہا، شاید تمہاری مراد یہ ہے کہ کلام میں کس قسم کے الفاظ و بیان کا پیرایہ اختیار کیا جائے، سائل نے کہا، ہاں میرا یہی مقصد ہے تو انہوں نے کہا: بلاغت یہ ہے کہ خدا کی حجت کو مکلفین کے عقول میں سمو دیا جائے، سامعین کو چون و چرا کی موشگافیوں سے نکال کر اصل حقائق کو ان کے ذہنوں سے اس طرح قریب لایا جائے کہ وہ ان کے لئے خوب صورت تصورات بن جائیں، الفاظ ایسے مزین ہوں جنہیں ذہن بآسانی قبول کرے تاثیر کا یہ عالم ہو کہ تاریک ذہن منور ہو جائیں فضول ذہنی سوچ کی نفی ہو اور کتاب و سنت کی پاکیزہ نصیحتیں دماغوں میں گھر کرلیں، اگر اس قسم کا

© rasailojaraid.com

خطاب کر سکتے ہو تو یہ کہنا صحیح ہو گا کہ تم فصل خطاب کے مالک بن گئے ہو[1]:

ہر چند کہ فصاحت و بلاغت میں عرب فصحاء و بلغاء کو ید طولیٰ حاصل تھا، اس کے باوجود فصاحت و بلاغت کے پیمانوں کی روشنی میں جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و فرمودات پر نظر ڈالتے ہیں تو الفاظ و معانی کا ایک ایسا دلآویز مجموعہ نظر آتا ہے کہ اس کی نظیر مشکل سے نظر آئے گی۔ آپ کے بے شمار ارشادات و فرمودات عربی زبان میں ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ ایک جہادی قافلہ پا بہ رکاب ہے، روانگی کے لئے حکم کا منتظر ہے، ارشاد ہوتا ہے:۔

یَا خَیْلَ اللّٰہِ ارْکَبِیْ — اے خدائی قافلہ والو، بسم اللہ سوار ہو جاؤ

راوی کہتے ہیں کہ اس لفظ میں ہمارے لئے اس قدر مقناطیسی مٹھاس تھی کہ تمام سفر اور جہاد میں ہمارے عزم و ثبات کو توانائی بخشتی رہی[2]۔

طبعی موت کے لئے پہلی مرتبہ آپ ہی نے فرمایا۔

مَاتَ حَتْفَ اَنْفِہٖ — فلاں شخص اپنی طبعی موت مرا

حتف کے معنی موت، یعنی بلا ضرب و حرب اپنی ناک کے راستہ موت کا شکار ہوا۔ عربی زبان کا یہ انمٹ محاورہ ہے جو اب تک بلاغت عرب کا حصہ ہے۔

لَا تَنْتَطِحُ فِیْہِ عَنْزَانِ — یہ ایک ایسا معمولی واقعہ ہے کہ اس پر دو بکریاں کے سینگ بھی نہ ٹکرائیں گے

دورِ جاہلیت کے عربی ادب میں یہ محاورہ لَا تَحْبِقُ فِیْہِ عَنَاقٌ تھا جس کے معنی ہیں کہ اس مسئلہ پر تو بکری کا بچہ بھی گوز نہیں مارے گا۔ ظاہر ہے کہ ان لفظوں میں بھونڈا پن ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اصلاح فرمائی اور ہمیشہ کے لئے فرمودہ نبوی ہی زبان عرب کا ایک حصہ بن گیا، جبکہ پرانا محاورہ ہمیشہ کے لئے ختم سمجھئے[3]

اَلْاٰنَ حَمِیَ الْوَطِیْسُ — اب تنور گرم ہو گیا

© rasailojaraid.com

غزوۂ حنین میں بنو ثقیف نے مسلمانوں پر اس قدر سنگ باری کی کہ ناگہانی حملے کی تاب نہ لا کر مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور فوجی تنظیم درہم برہم ہو گئی، مسلمانوں کو دوبارہ بلایا گیا تو مسلمان پلٹ آئے اور بڑے سلیقے سے منظم ہو کر بنو ثقیف سے لڑے، جب جنگ باقاعدہ شروع ہو گئی تو اس وقت زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے جو عربی ادب کا ایک خوبصورت محاورہ بن گئے یعنی جنگ کی شدت کے اظہار کے لئے یہ فقرہ استعمال ہے۔(۴)

ایک موقعہ پر آپ نے ابوسفیان بن حرب سے دوران گفتگو فرمایا:

كُلُّ الصَّيْدِ فِي جَوْفِ الْفَرَا — حمار وحشی کے پیٹ میں سب شکار آگئے۔

فرا، حمار وحشی کو کہا جاتا ہے، اتنا بڑا جانور شکار ہو گیا تو اب گوشت کی کمی نہیں رہی اب نہ خرگوش کی ضرورت اور نہ ہرن کی، یہ محاورہ ایسا ہی ہے جیسے اُردو میں بولتے ہیں "ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں" عربی زبان و ادب کا یہ کثیر الاستعمال محاورہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے ارشاد فرمایا۔(۵)

قبیلہ رعل و ذکوان کے کچھ لوگوں نے حاضر ہو کر درخواست کی کہ ہمارے قبیلے والوں کی خواہش ہے کہ چند مبلغینِ اسلام کو ہماری راہنمائی کے لئے روانہ فرمایا جائے، مگر وہ جھوٹے تھے، تمام مبعوثین و مبلغین کو لے جا کر قتل کر دیا۔ ان کے پُر فریب رویّہ پر آپ نے ارشاد فرمایا۔

هُدْنَةٌ عَلَىٰ دَخَنٍ وَجَمَاعَةٌ — کینہ کے ساتھ مصالحانہ رویّہ اور آنکھوں میں

عَلَىٰ أَقْذَاءٍ — خش و خاشاک اور ظاہر میں اطمینان۔

عربی ادب میں یہ ٹکسالی محاورہ، ہر اس موقعہ پر بولا جانے لگا جب کوئی شخص دل میں تو کوئی خوفناک سازش رکھتا ہو، مگر ظاہر میں پیار و محبت کی گفتگو کرے۔

هُدْنَہ، مصالحانہ رویہ - دَخَن کینہ - جَمَاعَۃ اطمینان أَقْذَاء قذی کی جمع

© rasailojaraid.com

آنکھوں میں پڑنے والی خس وخاشاک(۶)

لَا یُلْسَعُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَیْنِ   مومن کو ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاسکتا۔

روایتوں میں لَا یُلْسَعُ اور لَا یُلْدَغُ دونوں طرح آتا ہے، دونوں ہم معنی ہیں آپؐ نے یہ الفاظ اَبُوْعِزَّہ شاعر کے حق میں ارشاد فرمائے یہ بدگو اور بد زبان تھا، غزوۂ بدر میں قید ہوا، آپ نے اس پر احسان فرمایا اور چھوڑ دیا، مگر وہ ایسا کم ظرف ثابت ہوا کہ مکہ واپس جاکر پھر وہی ہجویہ شاعری کا دھندا جاری رکھا۔ دوبارہ غزوۂ احد میں قید ہوا، اور کہا کہ مُنَّ عَلَیَّ مجھ پر احسان فرمائیے، آزاد کردیجیے، اس وقت پر آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ جو نہایت کثیر الاستعمال محاورہ کے طور پر آج تک زبانوں پر جاری ہے۔ چنانچہ حارث بن حُدّان نے یزید بن مُہلّب کے قتل کے وقت اور عبدالرحمٰن بن اشعث نے منبر پر اپنے خطاب کے دوران یہ محاورہ استعمال کیا۔(۷)

ابوعمرو عثمان جاحظ کہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ لفظوں کی تعداد قلیل ہوتی ہے اور معانی کا ایک وسیع مفہوم ہوتا ہے، مصنوعیت سے پاک اور تکلف سے بے عیب، اللہ تعالےٰ نے بھی آپ کو یہی فرمایا کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کہو

وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ(۸)   میں بناوٹی باتیں کرنے والا نہیں ہوں

آپ کو منہ بھر بھر کر اور چبا چبا کر باتیں کرنے سے نفرت تھی، بسط و تفصیل کے موقع پر تفصیلی گفتگو فرماتے اور اختصار کے موقع پر اختصار سے کام لیتے، متروک لغات بولنے سے احتراز فرماتے، بھونڈی اور خلاف تہذیب گفتگو سے اعراض فرماتے، آپ کی گفتگو حکمت سے لبریز ہوتی، انداز سخن، محتاط اور تائید و توفیق سے مزین ہوتا، گفتگو کا رنگ ایسا دل آویز ہوتا کہ سامعین کے قلوب اس کی محبت و چاشنی محسوس کرتے تھے، فرمان نبوی دلوں میں گھر کرلیتا، رعب اور حلاوت کا حسین امتزاج احاطۂ کلام کی ضرورت سے بے نیاز، کوئی ضروری لفظ رہ نہ جاتا تھا اور استواری کلام میں کہیں لغزش نہ ہو۔

© rasailojaraid.com

باقی تھی، استدلال بے وزن ہرگز نہ ہوتا اور اس سے مقابل کو بولنے کی قطعاً گنجائش نہ رہتی، طویل اغراض و مقاصد، مختصر اور جامع الفاظ میں سامنے آتے، مخاطب کی فہم کے مطابق کلام ہوتا، استدلال میں سچائی اور ہمیشہ حقیقت کی نقاب کشائی ہوتی، خلوت و جلوت میں کسی کے عیب نہ کھولتے، گفتگو نہ تیز اور نہ سست، نہ طویل نہ حد سے زیادہ مختصر، غرض اس قدر کثیر النفع، معتدل، موزوں، خوبصورت، موقعہ کے لحاظ سے انتہائی مناسب انداز بیان اور واضح المراد کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دنیا نے کسی سے آج تک نہیں سنا۔"(۹)

محمد بن سلام نے یونس بن حبیب کا قول نقل کیا وہ فرماتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ شاندار، پررونق اور چیدہ گفتگو ہم نے کہیں نہیں سنی۔"(۱۰)

انصار کا ذکر ہوا تو ارشاد فرمایا :-

اَمَا وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُکُمْ، اِلَّا لَتَقِلُّوْنَ عِنْدَ الطَّمْعِ وَتَکْثُرُوْنَ عِنْدَ الْفَزْعِ

سنو، قسم ہے اللہ کی میں تو تمہارے متعلق صرف یہ جانتا ہوں کہ تم لالچ کے مواقع میں کم ہوتے ہو اور جنگی خطرات کے وقت قوت و کثرت کے ساتھ سامنے آتے ہو۔

انصار کے لئے اس سے بڑا اور سچا خراجِ عقیدت، طول طویل خطبات میں بھی پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ فرمایا :-

اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ سَوَاءٌ کَاَسْنَانِ الْمُشْطِ

سب انسان کنگھی کے دانتوں کی طرح ایک جیسے ہیں۔

فرمایا :-

اَلْمَرْءُ کَثِیْرٌ بِاَخِیْہِ

انسان بھائی کے ساتھ مل کر ایک بڑی قوت ہو جاتا ہے۔

فرمایا :-

لَاخَیْرَ فِیْ صُحْبَۃِ مَنْ لَایَرٰی لَکَ

اس شخص کی ہمنشینی میں کوئی بھلائی نہیں جو تیرے لئے

© rasailojaraid.com

مِثْلَ مَا تَرٰی کہ — وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے

ابن احمر نے کہا ہے

سَوَاءٌ کَاَسْنَانِ الْحِمَارِ فَلَا تَرٰی ۔۔۔ لِذِیْ شَیْبَۃٍ مِنْھُمْ عَلٰی نَاشِیءٍ فَضْلٌ

(ترجمہ) وہ گدھے کے دانتوں کی طرح ایک جیسے ہیں، ان میں بوڑھوں کو جوانوں پہ کوئی فضیلت نہیں۔

شعر میں سوقیانہ پن ہے، انسانوں کو گدھے کے دانتوں سے تشبیہ دینا تعریف نہیں، تذلیل ہے (۱۲)

جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَکَافَأُ دِمَاءُ ھُمْ — مسلمانوں کے خون ایک جیسے ہیں ان کی ذمہ داری
وَیَسْعٰی بِذِمَّتِھِمْ اَدْنَاھُمْ — ہر ادنیٰ پر بھی عائد ہوتی ہے ان میں دور رہنے
وَیَرُدُّ عَلَیْھِمْ اَقْصَاھُمْ وَھُمْ — والے کا فریضہ ہے کہ ان کی مدافعت کرے مسلمان
یَدٌ عَلٰی مَنْ سِوَاھُمْ۔ — غیروں کے مقابلے میں ایک ٹھوس طاقت ہیں۔

مذکورہ بالا شعر کے مقابلے میں قول نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر بلیغ اور کس قدر بھرپور اور اعلیٰ تنظیمی اصولوں پر مشتمل ہے۔ قلیل الحروف اور کثیر المعانی۔ (۱۳)

ارشاد فرمایا:۔

اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی — اوپر والا ہاتھ، نچلے ہاتھ سے بہتر ہے مدد و تعاون
وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔ — ان لوگوں سے شروع کرو جو تمہارے خاندان سے ہوں۔

فرمایا:۔

لَا تَجْنِ یَمِیْنُکَ عَلٰی شِمَالِکَ — تیرے دائیں ہاتھ کو تیرے بائیں ہاتھ پر ظلم نہ کرنا چاہئیے

اس حدیث میں بھی باہمی تعاون، اشتراک اور خیر سگالی کی تعلیم ہے۔

فرمایا:۔

© rasailojaraid.com

خَيْرُ الْمَالِ عَيْنٌ سَاهِرَةٌ لِعَيْنٍ نَائِمَةٍ
بہترین سرمایہ وہ آنکھ ہے جو بیدار رہ کر سونے والی آنکھ کی حفاظت کرے۔

فرمایا :۔

اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
جہاد کے لئے گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و کامیابی قیامت تک کے لئے باندھ دی گئی ہے۔

ارشاد فرمایا :۔

لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ اَوْ صَلَقَ اَوْ شَقَّ۔
وہ ہم میں سے نہیں جو مصیبت میں بالوں کو مونڈ لے شور مچائے یا گریبان چاک کرے۔

فرمایا :۔

مَا اَمْلَقَ تَاجِرٌ صَدُوْقٌ
سچا تاجر لالچی نہیں ہوتا

کام کے آدمی کا قحط ہے، اس سلسلہ میں ارشاد ہوا۔

اَلنَّاسُ كَالْاِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً۔
انسان اُن سینکڑوں اونٹوں کی طرح ہیں جن میں سواری کے قابل ایک بھی نہ ہو۔

دولت کے ساتھ عموماً بے راہ روی آتی ہے، اس پر ارشاد فرمایا :۔

مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى
مال تھوڑا ہو جس میں گزارا ہو جائے اس کثیر مال سے بہتر ہے جو بہت ہو اور آدمی بہک جائے۔

علماء اور اُمناءِ امت کو دین کی حفاظت اور بدعات سے امت کو بچانے کے لئے یوں ہدایت ہوئی ۔

يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ
ہمارے پیچھے آنے والے ہر دور میں اس علم کے ذہین صحیح

© rasailojaraid.com

عُدُوْلُهٗ، یَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِیْفَ الْغَالِیْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِیْنَ وَ تَأْوِیْلَ الْجَاهِلِیْنَ۔

حامل ہوں گے جو عادل ہوں گے غلو پسند لوگوں کی تحریف کو دین سے دور کریں گے باطل پرستوں کی لوٹ کھسوٹ اور جاہلوں کی تاویلات سے محفوظ رکھیں گے۔

امانت وصدقات میں دیانت داری کی اہمیت کو اس طرح واضح فرمایا :۔

لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ صَالِحًا اَمْرُهَا مَا لَمْ تَرَ الْاَمَانَةَ مَغْنَمًا وَالصَّدَقَةَ مَغْرَمًا۔

امت کا کام اسی وقت تک صحیح رہے گا جب تک وہ امانت کو لوٹ کا مال اور صدقات کو بوجھ نہیں سمجھے گی۔

لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق :۔

رَأْسُ الْعَقْلِ بَعْدَ الْاِیْمَانِ بِاللّٰهِ مُدَارَاةُ النَّاسِ

ایمان باللہ کے بعد عقل کا اہم ترین فیصلہ یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ محبت اور ملاپ قائم رکھا جائے۔

مشورہ کرنے والے کے راز کی اہمیت :۔

اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ

مشورے کی بات امانت ہوتی ہے۔

گفتگو میں استغفار کی اہمیت :۔

اِفْصِلُوْا بَیْنَ حَدِیْثِکُمْ بِالْاِسْتِغْفَارِ

دوران گفتگو استغفار کے لئے وقفہ رکھو۔

راستوں اور گزرگاہوں کے قریب بیٹھنے کے آداب :۔

لَا تَجْلِسُوْا عَلٰی ظَهْرِ الطَّرِیْقِ فَاِنْ اَبَیْتُمْ فَغُضُّوا الْاَبْصَارَ وَرُدُّوا السَّلَامَ وَاهْدُوا الضَّالَّ وَ اَعِیْنُوا الضَّعِیْفَ۔

اول تو بہتر یہ ہے کہ راستہ کے قریب مت بیٹھو اور بیٹھتے ہی ہو تو نامحرم سے نگاہ بچاؤ سلام کا جواب دو، بھٹکتے ہوئے کو راستہ بتاؤ اور کمزور آدمی کی مدد کرو

© rasailojaraid.com

انسان کی بوالہوسی اور طمع :۔

لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَیْنِ مِنْ ذَھَبٍ لَسَاَلَ اِلَیْھِمَا ثَالِثاً۔

انسان کے پاس اگر سونے کی دو وادیاں بھی ہوں تب بھی تیسری کی طلب میں سرگرداں رہتا ہے۔

نیز ارشاد فرمایا :۔

لَا یَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ

انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی پُر کر سکتی ہے بجز اس کے اللہ تعالےٰ کی خاص رحمت ہو۔

بہترین دوست کون ہے ؟

قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَصْحَابِ اَفْضَلُ ؟

یا رسول اللہ سب سے بہتر دوست کون ہے ؟

قَالَ اِذَا ذَکَرْتَ اَعَانَكَ وَاِذَا نَسِیْتَ ذَکَرَكَ

فرمایا وہ ہے کہ جب تیرا ذکر ہو تو تیری مدد کرے اور جب تجھے بھلا دیا جائے تو وہ تجھے یاد کرے۔

بدترین لوگ کون ہیں ؟

قِیْلَ اَیُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ الْعُلَمَاءُ اِذَا فَسَدُوْا

کون بدترین لوگ ہیں ؟ فرمایا علماء ہیں جب بگڑ جائیں۔

دوستی و اخلاص :۔

تَھَادَوْا تَحَابُّوْا

ایک دوسرے کو ہدیہ لو اور دو تاکہ باہمی محبت بڑھے

عیوب گنوانے کی مذمت :۔

لَوْ تَکَاشَفْتُمْ لَمَا تَدَافَنْتُمْ۔

ایک دوسرے کے عیب کھولنے لگو گے تو شاید ایک دوسرے کا جنازہ بھی نہ اٹھا سکو۔

© rasailojaraid.com

سائب بن صیفی، جو بڑے عظیم صحابہ میں سے ہیں، اور جاہلیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شراکت میں تجارت کیا کرتے تھے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے تو کہا یا رسول اللہ آپ نے مجھے پہچانا؟

ارشاد فرمایا :۔

كَيْفَ لَا أَعْرِفُ شَرِيكِي الَّذِي لَا يُشَارِيْنِي وَلَا يُمَارِيْنِي۔

میں اپنے اس شریک کو کیوں نہیں پہچانوں گا جس نے نہ کبھی میرے ساتھ کوئی برائی کی اور نہ جھگڑا۔

لفظ لَا يُشَارِيْنِي میں راء مشدد ہے کیونکہ اس کا مادہ شَرٌّ ہے وزن و تناسب کے لئے راء مخفف استعمال ہوتی ہے۔

عالم مختلفُ الاحوال ہے اس پر ارشاد ہوا

كُلُّ أَرْضٍ بِسَمَائِهَا

ہر زمیں کہ رسیدیم آسماں پیداست

حضرت معاذ بن جبل کو یمن روانہ کرتے وقت فرمایا :۔

إِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَإِنَّ عِبَادَ اللهِ لَيْسُوا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ

اپنے کو تعیش و اسراف سے بچانا اللہ کے بندے مُسرف نہیں ہوتے۔

خوراک میں اعتدال ضروری ہے :۔

مَا مَلَأَ ابْنُ آدَمَ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنِهِ۔

انسان کا سب سے گندہ برتن جو وہ بھرتا ہے پیٹ ہے۔

تھوڑی سی سنت بڑی بڑی بدعتوں سے بہتر ہے :۔

اَلْقَصْدُ فِي السُّنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الْاِجْتِهَادِ فِي الْبِدْعَةِ۔

میانہ روی کے ساتھ سنت، بدعت میں مرنے کھپنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

© rasailojaraid.com

راہ محمدی سب سے بہتر ہے۔

اَحْسَنُ الْہدیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَ	سب سے اچھا راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے
شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا	خود ایجاد طریقے بدترین چیز ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا وہ فلاں لڑکی کہاں ہے (یہ ایک یتیم بچی حضرت عائشہؓ کی پرورش میں تھی) فرمایا کہ اس کی شادی کر دی گئی ہے فرمایا اس کے ہمراہ کوئی دف بجانے والی اور گانا گانے والی نہیں بھیجی؟ حضرت عائشہ نے پوچھا، گانا کیا ہونا چاہیئے تھا فرمایا ا۔

اَتَیْنَاکُمْ اَتَیْنَاکُمْ فَحَیُّوْنَا نُحَیِّیْکُمْ	ہم تم لوگوں کے پاس آگئے، آگئے، تم ہمیں مرحبا کہو
وَلَوْلَا الذَّھَبُ الْاَحْمَرُ مَا	ہم تمہیں کہیں گے۔ اگر تمہارے یہاں سرخ سونا نہ ہوتا
حَلَّتْ بِوَادِیْکُمْ وَلَوْ الْحِنْطَۃُ السَّمْرَاءُ	تو یہ دلہن تمہاری وادی میں نہ اترتی۔ اگر سرخ گندم
مَا سَمِنَتْ عَذَارِیْکُمْ (۱۵)	نہ ہوتی تو تمہاری لڑکیاں فربہ اندام نہ ہوتیں۔

غریب و یتیم بچی چپ کیوں بیاہ دی گئی؟ خاطر عاطر کو پسند نہ آیا۔

ایک دعاء نبوی، بلاغت کی جان :۔

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَ عِصْمَۃُ	اے اللہ میرے دین کی اصلاح فرما جو میری زندگی کا سرمایہ
اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ	ہے میری دنیا کی اصلاح فرما جس میں میری حیات ہے میری
وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ اِلَیْھَا مَعَادِیْ (۱۶)	آخرت کو سنوار جس کی طرف میں نے پلٹنا ہے۔

گویا اسلام کے زاویہ سے انسان کے تین جہان ہیں ایک من کا دوسرا تن کا تیسرا سدا رہن کا دعا میں تینوں جہانوں کی خیر مانگی گئی، اسی کو جامعیت کہتے ہیں :۔

دہاقین جاہلیت، شعراء کے مبتذل اور سوقیانہ کلام و تصورات سے عربی ادب کا سرمایہ لفظی رزانت و پختگی کی حد تک مضبوط تھا مگر اس تمام سرمایۂ ادب میں کاہنوں کی سی لفظی چاشنی اور

© rasailojaraid.com

چٹخارے تھے، پوری دنیائے عرب کی قوتِ ناطقہ کسی سچی حقیقت و واقعیت کی دنیا سے گویا بالکل نابلد تھی عریاں اور فحش نظم و نثر کے چسکے تھے اور بلاغت کا یہی معیار، ادب کا شاہکار تھا۔

بلاغت و طلاقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ادبی تہذیبی اور اصلاحی کارناموں میں آپ کا ایک خاص اسلوب متکلمانہ بالکل ایک نئے اور روشن زاویہ سے اُبھر کر سامنے آیا جس میں فصاحت یہ تھی کہ مغلق نامانوس اور مشکل الفاظ کا استعمال یکسر متروک نظر آتا ہے، بات بات پہ ڈکشنریوں کی طرف رجوع کی ضرورت نہیں دوسری طرف فحش گوئی اور مبتذل و سوقیانہ تصورات کی بالکلیہ نفی ہوئی۔ کلام کی بلیغانہ تاثیر کا یہ عالم کہ برق بن کر ذہنوں کی جلا کا سامان بنا جس نے سنا کلیجہ تھام کر رہ گیا اور فیصلہ کن انداز میں ایک دم اپنی راہوں کو چھوڑ کر جادہ حق پہ گامزن ہو گیا۔

حوالہ جات

۱۔ کتاب البیان والتبیین للجاحظ ص ۱۱۴

۲۔ حیوۃ الحیوان ج ۱ ص ۳۳۵

۳۔ کتاب البیان والتبیین ج ۲ ص ۱۵

۴۔ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۱۵۶ نیز دیکھو منجد مادہ وطس

۵۔ حیوٰۃ الحیوان ج ۱ ص ۳۳۵ ۔ کتاب البیان والتبیین ج ۲ ص ۱۶

۶۔ کتابُ البیان والتبیین ج ۲ ص ۱۶

۷۔ ایضاً

۸۔ آیت ۸۶ سورۂ ص ۔ پوری آیت اس طرح ہے قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ۔

© rasailojaraid.com

۹ - کتاب البیان والتبیین ج ۲ ص ۱۸

۱۰ - ایضاً

۱۱ - ایضاً

۱۲ - تہذیب الالفاظ ص ۱۹۸ - لسان المیزان ص ۹۵
ثمار القلوب ۲۹۷

۱۳ - کتاب البیان والتبیین ج ۴ ص ۱۹

۱۴ - الاصابہ ۳۵۹

۱۵ - للاوسط - جمع الفوائد ج ۱ ص ۳۷۶

۱۶ - اتقان ص ۳۴۳